تبصرہ کتب

Christian Arabic Apologetics During the Abbasid Period (750 - 1258)

[عربی زبان کا مسیحی معذراتی ادب: عباسی عہد (۷۵۰ء-۱۲۵۸ء) میں]

مرتبین : سمیر خلیل سمیر اور جے ایس - نیل سین

ناشر : لائڈن، ای - جے - برل

سالِ اشاعت : ۱۹۹۴ء

صفحات : ۲۵۰

پچھلے دنوں مولانا شبلی نعمانی (م ۱۹۱۴ء) کے حوالے سے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے بزرگ استاد ڈاکٹر نذیر احمد کا ایک مضمون نظر سے گزرا۔ اُنھوں نے مولانا شبلی کی علمی و تاریخی خدمات کا ذکر کرنے کے بعد موجودہ عہد کی "ایک اہم ضرورت" پر ان الفاظ میں روشنی ڈالی ہے[1]۔

> آج اسلام اور اسلامی علوم پر پہلے سے زیادہ یورش ہے۔ اسلامی تاریخ و تمدن کا مطالعہ اِس وقت یہودیت اپنا اوّلین مقصد قرار دے چکی ہے۔ ہزاروں یہودی فضلاء جو علوم مغربی و مشرقی کے منتہی ہیں، اپنے زبردست وسائل سے ایسے مواد فراہم کر رہے ہیں جو ہماری دسترس میں نہیں ہیں۔ اِن میں اسرائیل کے علاوہ یورپ اور امریکہ کے فضلاء بھی شامل ہیں۔ اِن میں سے بعض اسلامی تاریخ کے سلسلہ میں ایسے مواد کو سامنے لانے کی کوشش کر رہے ہیں جن سے اسلام اور اسلامی تاریخ کی تاب ناکی مدھم ہو جائے۔ اس لیے اس وقت اور بھی ضرورت ہے کہ ہمارے ذہین لوگ اِس طرف بطور خاص متوجہ ہوں۔ ایک طرف اسلام اور اسلامی علوم و تاریخ کا مطالعہ کریں تو دوسری طرف اسرائیلیت اور عیسائیت کو اپنا موضوع تحقیق بنائیں۔ عبرانی، سامی اور دوسری متعلقہ زبانیں اور اُن کے علوم کا غائر مطالعہ کریں، لیکن یہ کام کسی تنہا آدمی کے کرنے کا نہیں، اداروں کا کام ہے۔ قوم وملّت کا فرض ہے کہ وقت کے اِس اہم تقاضے کے پیشِ نظر اعلیٰ درجے

کے تحقیقاتی ادارے قائم کرے جن میں ملت کے بہترین افراد اسلام اور اسلامی تاریخ کے دفاع میں اپنی صلاحیتوں کا استعمال کریں۔ اس طرح کے اقدام سے مولانا شبلی کی روح خوش ہوگی اور وقت کی اہم ضرورت بھی پوری ہوگی۔

اقتباس میں ڈاکٹر نذیر احمد نے یہودی فضلاء کے کار تحقیق پر زور دیا ہے، مگر مسیحی اہلِ قلم بھی اُن سے پیچھے نہیں۔ مسلم - مسیحی تعلقات کے حوالے سے غوروفکر کرنے والے دونوں مذاہب کے باہمی روابط (جو کبھی رواداری پر مبنی رہے اور کبھی عداوت کی شکل اختیار کر گئے۔) سے جنم لینے والے مناظراتی اور معذراتی لٹریچر کا جائزہ لے رہے ہیں۔ ۱۹۹۲ء میں ڈیوڈ تھامس نے تیسری صدی کے ابوعیسیٰ الورّاق کے کے ایک رسالے کا متن مع ترجمہ مرتب کیا[۲] جو تثلیث کے رد میں لکھا گیا تھا۔ ابو عیسیٰ الورّاق بغداد کا ایک آزاد خیال مصنّف تھا جسے مسلم تذکرہ نگاروں نے "زندیق" لکھا ہے۔ یہ بات اپنے طور پر دلچسپ ہے کہ جب ڈیوڈ تھامس اِس رسالے پر کام کر رہے تھے تو ایک دوسرے مسیحی عالم بھی ابوعیسیٰ الورّاق کے رسالے کا عربی متن مرتب کرنے میں مصروف تھے[۳]۔

زیرِ نظر مجموعہَ مقالات بھی مسلم - مسیحی تعلقات کے تحت جنم لینے والے "مسیحی معذراتی ادب" سے متعلق ہے اور بحیثیتِ مجموعی موضوع پر ایک قابلِ قدر اضافہ ہے۔ معذراتی ادب (Apologetics) سے مراد ایسی تحریریں ہیں جن میں مصنّف مخاطب کے عقائد و نظریات کو مجروح کیے بغیر اپنے نقطہَ نظر کی وضاحت کرتا ہے اور کبھی کبھی مخاطب کے عقائد سے اپنے نقطہَ نظر کے حق میں استشہاد کرتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں "اپالوجی" کے تحت وہ تحریریں آتی ہیں جو مخاطب کو اپنی یا کسی کی نیک نیتی کا یقین دلانے کے لیے لکھی گئی ہیں۔ انیسویں صدی میں مغرب کی اسلام مخالف فضا میں جب گاڈفری ہگنز نے اسلام اور نبی اکرم ﷺ کے لیے نسبتاً ہمدردانہ انداز میں قلم اٹھایا تو اپنی تالیف کو "اپالوجی فار محمد اینڈ قرآن" کا نام دیا۔

زیرِ نظر مجموعہ کا پس منظر یہ ہے کہ مئی ۱۹۹۰ء میں سیلی اوک کالجز (برمنگھم - برطانیہ) کے "مرکز برائے مطالعہَ اسلام و مسلم - مسیحی تعلقات" نے عباسی عہد (۷۵۰ء - ۱۲۵۸ء) میں عربی زبان میں مسیحی معذراتی ادب کے جائزے کے لیے ایک مباحثے کا اہتمام کیا۔ لبنانی فاضل پادری سمیر خلیل سمیر مباحثے کے روحِ رواں تھے جو کافی عرصے سے اس موضوع پر کام کر رہے ہیں۔ مباحثے میں انگریزی، فرانسیسی اور جرمن زبانوں میں گیارہ مقالات پیش کیے گئے جن میں سے ایک کو چھوڑتے ہوئے دس زیرِ نظر مجموعے میں شامل ہیں۔ [انگریزی ۸، جرمن ۱، فرانسیسی ۱] اس موقع پر سیلی اوک کالجز کے ذخیرہَ مخطوطات کے نوادر کی نمائش کا اہتمام بھی کیا گیا جس کی رپورٹ اور چند نوادر کے عکس مجموعہَ مقالات کی زینت ہیں۔

انگریزی کے آٹھ مقالات کے عنوانات ہیں۔
۱۔ مسیحی علم الکلام میں ایمان و عقل: دینِ حق سے متعلق ابوقُرہ کے خیالات۔
۲۔ مسیحیت کی تائید میں قدیم ترین "اپالوجی"۔
۳۔ ابتدائی عربی معذراتی ادب میں صلیب مسیح۔
۴۔ اوّلین دو اسلامی صدیوں میں مسلمانوں کے باہمی مناظروں میں مسیح کا کردار۔
۵۔ یحییٰ بن عدی اور تثلیث پر الوراق کے رسالے کا رد، اُس کی دوسری تحریروں کے تعلق سے۔
۶۔ عرب - قبطی فن تاریخ نگاری میں معذراتی عناصر: افرہام ابن زُرعہ کی سوانح حیات۔
۷۔ قرونِ وسطیٰ کے مسلم ہسپانیہ میں مسیحی لٹریچر: ادوار بندی کی کوشش۔
۸۔ مصر میں مسلم - مسیحی مباحثے میں عہدِ وسطیٰ کے موضوعات کا تسلسل۔

"مسیحیت کی تائید میں قدیم ترین "اپالوجی" مجموعۂ مقالات کے مرتب پادری سمیر خلیل سمیر کا مقالہ ہے جو فلسطین کے کسی نامعلوم مسیحی مؤلف کی عربی تحریر کے عمومی تعارف اور ایک حصّے کی تفسیر و تشریح پر مشتمل ہے۔ یہ تحریر (اپالوجی) خانقاہ سینٹ کیتھرائن - مونٹ سینا میں محفوظ ہے اور اس کے عکس دُنیا کے بڑے کتب خانوں میں موجود ہیں۔ ۱۸۹۹ء میں اِس اپالوجی کا ناقص متن اور انگریزی ترجمہ شائع ہوا تھا مگر مرتبہ و مترجمہ مسز مارگریٹ ڈنلپ گبسن (Mrs. margaret. Dunlop Gibson) نے متن اور ترجمے میں متعدّد جگہ "..." کے نشانات لگائے تھے۔ قاری کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ جہاں نقطے لگائے ہیں وہاں ایک لفظ رہ گیا ہے یا جملہ یا اقتباس - مسز گبسن کے مرتبہ ایڈیشن کا یہ نقص پادری سمیر خلیل سمیر کے ذوقِ تحقیق کے لیے مہمیز ثابت ہوا اور اُنہوں نے اصل مخطوطے کے عکس اور مطبوعہ ایڈیشن کا مقابلہ کیا۔ مقابلے پر معلوم ہوا کہ جہاں جہاں مسز گبسن نے اپنے ایڈیشن میں نقطے لگائے ہیں، وہ تحریر بہ آسانی پڑھی جا سکتی ہے، البتہ مسز گبسن نے تقریباً ایک صدی پہلے جو حصّہ پڑھ لیا تھا، مخطوطے کے عکس سے پڑھنا اب ممکن نہیں۔ بہرحال اُن کی محنت کے نتیجے میں اِس اپالوجی کا نسبتاً طویل تر ایڈیشن مرتب ہوگیا ہے۔ پادری صاحب کے بقول اُنہوں نے مطبوعہ ایڈیشن کے متن سے دس مزید صفحات دریافت کیے ہیں۔ نامعلوم فلسطینی مسیحی کی یہ اپالوجی مسلسل لکھی گئی ہے۔ اس میں ابواب ہیں اور نہ فصول - پادری صاحب نے تفہیم کے لیے اِسے ایک ابتدائیہ اور دو حصّوں میں تقسیم کیا ہے۔ پھر ہر ایک حصّے کو ابواب اور فصول میں بانٹ دیا ہے۔ زیرِ نظر مجموعے میں شامل اُن کا مقالہ "اپالوجی" کے صرف پہلے حصّے کے متن، انگریزی ترجمہ اور تشریح و تفسیر پر مبنی ہے۔ یہ اپالوجی مسلم قارئین کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے لکھی گئی ہے اور قرآن مجید کا عمومی استعمال اِس کا ثبوت ہے۔ پادری صاحب کے اخذ کردہ نتائج کے مطابق اپالوجی کا اندازِ فکر کہیں کہیں بائبل کی نسبت قرآن

مجید سے قریب تر ہے۔

پادری سمیر خلیل سمیر نے اپنے مقالے کے آخر میں عباسی عہد کے "مسیحی معذراتی ادب" کو چار ادوار میں تقسیم کیا ہے۔ پہلا دور آٹھویں صدی عیسوی کے وسط سے نویں صدی کے وسط تک محیط ہے۔ اس دور کے معذراتی ادب میں بائبل کے حوالے سے گفتگو کی گئی ہے اور واعظانہ رنگ غالب ہے۔ ابو قرہ کی تالیفات اور مذکورہ بالا نامعلوم فلسطینی مؤلف کی اپالوجی اِس دور سے تعلق رکھتی ہے۔ دوسرا دور نویں صدی کے وسط سے شروع ہو کر دسویں صدی کی ابتداء پر ختم ہوتا ہے۔ اِس پچاس سالہ عرصے میں جو کتابیں لکھی گئیں، ان میں بائبل کے ساتھ فسلفہ کی آمیزش ہوئی۔ اِس دور کے نمایاں مسیحی مؤلفین میں ابو رائطہ تکریتی، عبدالمسیح الکندی، عمّار بصری، ابراہیم الطبرانی اور قسطا بن لوقا بعلبکی شامل ہیں۔ تیسرا دور گیارہویں صدی کے وسط میں ختم ہوتا ہے۔ یہ یحییٰ بن عدی اور اُس کے شاگردوں کا زمانہ ہے اور اندازِ فکر میں فلسفہ غالب ہے۔ گیارہویں صدی کے وسط سے تیرہویں صدی کے وسط تک دو صدیوں پر محیط چوتھا دور ہے جس میں فلسفہ کی جگہ روحانیّت نے لے لی اور ایک حد تک یہ دوسرے دور کا احیاء تھا۔ اِس دور کے اہلِ قلم نے بائبل اور آبائے کلیسیا کی تعلیمات کی روشنی میں منطقیانہ انداز میں مسلمانوں سے گفتگو کی۔ قبطی عالم ابن المقفع اِسی آخر الذکر دور کا نمائندہ ہے۔

پادری سمیر خلیل سمیر نے مسیحی معذراتی ادب کو جن ادوار میں تقسیم کیا ہے اور ہر عہد کے جن نمائندہ اہلِ قلم کا نام لیا ہے۔ مجموعہ میں شامل چند مقالات (۱، ۲، ۳، ۵ اور ۶) میں اِن کے آثار پر براہِ راست یا بالواسطہ گفتگو کی گئی ہے۔

مسلم تاریخ کی پہلی دو صدیوں میں سیاسی اور سماجی اسباب کے تحت مسلمان جن گروہوں میں منقسم ہوئے، اِن میں اہلِ سنت، اہلِ تشیع اور خوارج کی سیاسی گروہ بندیوں کے ساتھ مسلمان زہاد و عبّاد اور فقہاء کے زیرِ اثر تھے۔ اس دور میں یہ گروہ ایک دوسرے کے خلاف جو کچھ کہتے رہے، اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اقوال کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اگرچہ اس بات کا صحیح اندازہ نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جانب منسوب اقوال یا کہانیوں کی تعداد کتنی ہے؟ تاہم یہ تعداد پانچ سو کے لگ بھگ ہو گی۔ ان کہانیوں اور اقوال کا ماخذ کیا ہے؟ اسرائیلیات، بائبل یا محض قصے کہانیاں۔ زیرِ نظر مجموعۂ مقالات میں شامل ایک مقالہ (اوّلین دو صدیوں میں مسلمانوں کے باہمی مناظروں میں مسیح کا کردار) ان اقوال اور کہانیوں کے جزوی اور سرسری جائزے کے لیے مختص ہے۔ آخری مقالے میں مقالہ نگار نے مصر میں مسلمان اہلِ علم کی جانب سے شائع ہونے والی کتابوں کا احاطہ کرتے ہوئے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ جن موضوعات پر مسلمانوں نے قرونِ وسطیٰ میں لکھا، ان پر مسلسل لکھا جا رہا ہے۔

کتاب ای - جے - برل کے روایتی اعلیٰ معیار پر چھپی ہے اور کسی اچھی لائبریری کو اِس سے محروم

نہ ہونا چاہیے۔ (مدیر)

حواشی

۱۔ ڈاکٹر نذیر احمد، مولانا شبلی نعمانی، ماہنامہ "جامعہ" (دہلی)، مئی ۱۹۶۸ء، ص ۲۳۶-۲۳۷
۲۔ ڈیوڈ تھامس، Anti - Christian polemic in early Islam, Abu 'Isa Al - Warraq's "Against the trinity"، کیمبرج: کیمبرج یونیورسٹی پریس (۱۹۹۲ء)
۳۔ زیرِ تبصرہ کتاب، ص ۱۷۶، حاشیہ ۱۴
۴۔ ایم۔ ڈی۔ گبسن کا متن اور ترجمہ Studia Sinaitica جلد ہفتم میں شامل ہے۔ (لندن: ۱۸۹۹ء)

مراسلت

(ریورن - ڈاکٹر) جان سلومپ

لیوسڈن - نیدرلینڈ

سلام کے بعد عرض ہے کہ آپ کا رسالہ مجھے مل گیا۔ شکریہ۔ میری اُمید ہے کہ آپ آئندہ کو مجھے اپنے قارئین میں شامل کریں گے۔

میں نے پاکستان میں خدمت کی تھی اور میں آج تک اسلام اور مسیحیت کے تعلقات کے بارے میں لکھتا رہتا ہوں۔

میری دانست [میں] "عیسائیت" ہمارے مذہب کے لیے غلط نام ہے۔ جیسے "MUHAMMEDANISM" اسلام کے لیے درست اصطلاح نہیں۔ پاکستانی مسیحی "عیسا" [عیسیٰ] یسوع کہتے ہیں۔ مسیح یا المسیح یسوع کا عنوان ہے اور اس عنوان سے ہمارے مذہب کا نام ماخوذ ہے۔ جب میرا نام جان ہے تو میرے ہمسائے کو حق نہیں کہ وہ میرا نام تبدیل کرے۔

میری دُعا ہے کہ مسلمان اور مسیحی اِس سال کے دوران صلح اور اطمینان میں اپنی زندگی گزاریں گے۔

آپ کو سلام۔

[محترم جان سلومپ کا یہ عنایت نامہ اُردو میں (غالباً بقلم خود) تحریر کردہ موصول ہوا ہے۔ حوضین میں اضافہ ادارہ کی طرف سے کیا گیا ہے۔ آپ کا ایک مختصر تعارف "عالمِ اسلام اور عیسائیت" کے گزشتہ شمارے (جنوری ۱۹۹۵ء) میں موجود ہے۔ دیکھیے: تبصرہ کتب ص ۲۸-۳۲۔ زیرِ نظر شمارے میں ان کے نام کے ہجے کی تبدیلی (سلامپ کی جگہ سلومپ) ان کے خط کے مطابق کی گئی ہے۔ ادارہ]